© rasailojaraid.com

قرآن وعلومِ قرآن

ڈاکٹر محمود الحسن عارف☆

آیاتِ قرآن کی ترتیب توقیفی ہے!

اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ اور دستور ہے کہ وہ قوموں کو خوابِ غفلت سے جگانے اور خلافت سے متعلق اپنے فرائض و واجبات انجام دینے سے متعلق ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لیے اُنہیں طرح طرح کی زمینی اور آسمانی آزمائشوں سے دوچار کرتا ہے تاکہ اس کے بندے خوابِ غفلت سے جاگیں اور اپنی حقیقت اور اصلیت کو جان سکیں۔

اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ بعض اوقات دوسری قوموں اور دوسری حکومتوں کو بھی اپنے بندوں پر مسلط کردیتا ہے جو ان کا مار مار کر بُرا حال کردیتی ہیں اور اُنہیں خوابِ غفلت سے جگانے کے لیے سخت ترین آزمائشوں سے گزارتی ہیں۔

قرآنِ کریم نے اپنے اسی قاعدے کا سورۂ بنی اسرائیل میں ذکر کیا ہے۔ جہاں بنی اسرائیل پر، جو اسلام سے پہلے اللہ تعالیٰ کی محبوب قوم تھی اور جسے اس نے سارے جہانوں پر فضیلت اور فوقیت عطا فرمائی تھی۔① دومرتبہ دوسری قوموں کو مسلط کرنے کا ذکر کیا ہے۔②

چنانچہ مفسرین کے مطابق پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان پر 'بخت ِنصر' کو مسلط کیا اور دوسری بار طیطس رومی کو ان پر حکومت اور حاکمیت عطا فرمادی۔③

اِن دونوں حکمرانوں نے ان کا قتل عام بھی کیا اور اُنہیں ہزاروں کی تعداد میں قید و بند سے بھی گزارا اور ان کی بستیوں اور ان کے شہروں کو بھی تباہ و برباد کیا۔

مسلمانوں کے ساتھ بھی گذشتہ چند صدیوں سے ایسا ہی معاملہ کیا جارہا ہے۔ ایک وقت ایسا تھا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک دنیا کے اکثر ممالک یا تو مسلمانوں کے ماتحت، یا ان

☆ صدر شعبہ اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

① البقرۃ:۲/۴۷ ② بنی اسرائیل:۱۷/۴ تا ۷

③ التحریر والتنویر لابن عاشور، سورہ الحشر کی آیت نمبر۲ کی تفسیر میں

© rasailojaraid.com

کے باج گزار تھے یا ان سے ڈرتے اور دَبتے تھے، مگر پھر وقت بدلا اور تمام اسلامی ملکوں پر مغربی ملکوں کی حکومت اور حاکمیت قائم ہوگئی۔ اور 'ترکی' ودیگر چند ممالک کے سوا کوئی ملک ایسا نہ تھا جس نے ان ظالم و جابر غیر ملکی حکمرانوں کی محکومی کا مزہ نہ چکھا ہو۔ اب پھر صورت حال بدل چکی ہے اور بظاہر اسلامی ممالک غیر ملکی تسلط سے آزاد ہو چکے ہیں، لیکن ان پر عملاً ابھی تک انہی کا راج اور انہی کی حکمرانی ہے اور وہ ان پر قبضہ کیے بغیر محض اپنی عیاری اور مکاری کے بل بوتے پر اُنہیں اپنی لاٹھی سے ہانک رہے ہیں، لیکن افسوس اور دُکھ کی بات یہ ہے کہ حالات کی دگرگونی کے باوجود مسلمان خوابِ غفلت سے جاگنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

② علمی ایوانوں کی حاکمیت

اس کے ساتھ ساتھ نہایت تکلیف دہ اور نہایت اذیت ناک پہلو یہ ہے کہ 'علمی ایوانوں' پر بھی مغربی اہل علم کی حکومت اور حاکمیت کا سلسلہ چل رہا ہے اور مسلمان محض ان کی طرف سے پیش کی جانے والی تحقیقات اور ان کی طرف سے آنے والے نظریات کی جگالی ہی کو بڑے فخر اور مسرت کی بات سمجھ رہے ہیں۔ پھر جس طرح ایک سچے مسلمان کے لیے ان کی سیاسی بالادستی انتہائی اَذیت کا باعث ہے، اسی طرح ان کی علمی برتری اور بالادستی بھی اہل علم وفضل کے لیے نہایت تکلیف اور اذیت کا سبب ہے۔

مغربی اہل دانش نے جب 'کاغذ اور قلم' کے ایوانوں پر اپنی سیادت کا جھنڈا لہرایا اور علم اور سائنس کے شعبوں پر اپنی بالادستی قائم کی، تو اُنہوں نے سیاسی حکومتوں کو مدد پہنچانے اور مسلمانوں کو سیاسی میدان میں دبانے کے بعد علمی اور فکری میدان میں بھی انہیں نیچا دکھانے کے لیے چند ایسے عنوانات منتخب کیے، جن پر مختلف اَدوار میں آنے والے لوگ پہلوں ہی کی جگالی کرتے اور مسلمانوں کو علمی اور فکری پہلو سے تکلیف اور اذیت پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

ایسے شعبوں یا میدانوں میں، جنہیں اُنہوں نے مسلمانوں کے خلاف منتخب کیا، نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے بعد 'قرآنِ کریم' کے مسائل و موضوعات سرفہرست ہیں۔ لیکن چونکہ قرآن کریم اپنے ہر پہلو سے نبی اکرم ﷺ کا ایک کامل و مکمل معجزہ ہے اور یہ اپنی تدوین سے لے کر اپنی تلاوت اور اپنی قراءت تک، ہر موضوع میں ایک ایسے محفوظ و مصئون قلعے کی

© rasailojaraid.com

طرح ہے، جس میں نہ تو نقب لگائی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی دیوار کو عبور کیا جاسکتا ہے۔اسی لیے اُنہوں نے قرآنِ کریم کے متعلق ایسے موضوعات کا انتخاب کیا، جو بظاہر مسلمانوں کے نزدیک اہم نہیں ہیں، لیکن یہ لوگ انہی موضوعات اور انہی مسائل پر گفتگو اور بحث و تحقیق کے ذریعے کمزور عقیدہ اور کمزور ایمان رکھنے والے مسلمانوں کے دلوں میں قرآنِ کریم کے متعلق شکوک وشبہات کی تخم ریزی کررہے ہیں۔ وہ ایک چھوٹی سی بات کو پہاڑ بنا کر دکھاتے ہیں اور جو بات اُنہیں سمجھ میں نہ آئے، اس کو بہت بڑا اعتراض بنا کر پیش کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں مستشرقین کی طرف سے قرآنِ کریم کے حوالے سے جو پہلو سب سے زیادہ اُچھالا گیا اور جس پر ان کے بڑے بڑے محققین نے شیطان کی طرح اپنی پوری پوری زندگیاں لگا دیں، ان میں قرآنِ کریم کی ترتیب نزولی کا مسئلہ سب سے نمایاں ہے۔

③ قرآن کریم کی ترتیبِ نزول اور تلاوت کا مسئلہ

اس سے قبل کہ ہم مستشرقین کے اس حوالے سے اعتراضات اور اشکالات کا جائزہ لیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی 'ترتیبِ تلاوت' کے مسئلے کا جائزہ لے لیا جائے کہ اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے۔

اس بات پر تمام علما اور محققین کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب 'توقیفی' یعنی 'من جانب اللہ' ہے اور آنحضور ﷺ کو یہ ترتیب جبریل علیہ السلام نے اور جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سکھلائی اور نبی اکرم ﷺ اسی ترتیب کے مطابق قرآنِ کریم کی کتابت کراتے اور تلاوت فرماتے تھے اور اسی ترتیب کے مطابق جبریل علیہ السلام سے ہر سال رمضان المبارک میں قرآنِ کریم کا دور فرماتے تھے۔④

علاوہ ازیں صحیح روایات سے ثابت ہے کہ قرآنِ کریم کی اوّلین تدوین خود نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ہوئی، چنانچہ امام سیوطی نے معروف محدث الحاکم سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

''قرآنِ کریم کی جمع وتدوین تین مرتبہ ہوئی:

④ صحیح بخاری:٦

© rasailojaraid.com

① خود نبی اکرم ﷺ کے سامنے اور آپ ﷺ کے حکم سے ہوئی۔ پھر اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شیخین کی شرط پر یہ حدیث تخریج کی ہے کہ سیدنا زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں:
''ہم لوگ قرآن کریم کو تختیوں (الرقاع) وغیرہ سے اکٹھا کیا کرتے تھے۔'' امام بیہقی کہتے ہیں کہ یہاں شاید جمع و تدوین سے مراد مختلف آیات کی سورتوں کے اندر جمع و تدوین ہے۔ جو نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اور نبی اکرمؐ کی حیاتِ طیبہ میں مکمل ہوگئی تھی۔'' ⑤

② حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں دوسری جمع و تدوین ہوئی، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے اہل یمامہ کے قتل کے موقع پر مجھے بلا بھیجا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت عمرؓ بھی موجود ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:
''جنگِ یمامہ میں بہت سے قرائے قرآن شہید ہوگئے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر دوسری جنگوں میں بھی قرائے کرام اسی طرح شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآنِ کریم کا کچھ حصہ ضائع نہ ہوجائے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآنِ کریم کو مرتب اور مدوّن کردیں۔ میں نے عمرؓ سے کہا کہ تم مجھے ایسے کام کا مشورہ کیوں دے رہے ہو جو رسولِ اکرم ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: بخدا اس میں خیر اور بھلائی ہے، پھر وہ اپنی بات کو دہراتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے میرے دل کو بھی کھول دیا اور مجھے بھی وہی رائے بہتر نظر آنے لگی جو حضرت عمرؓ کی رائے تھی...... آخر تک
چنانچہ حضرت زیدؓ نے قرآنِ کریم کی آیات اور سورتوں کو مختلف لوگوں سے لے جمع کیا اور یہ نسخہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہا، ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس اور حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد، حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔''⑥
اور ③ تیسری مرتبہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں قرآن کے اسی سابقہ نسخے سے متعدد نسخوں کی تدوین عمل میں آئی۔''

اس تفصیلی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے قرآنِ کریم کو اسی ترتیب وتنسیق کے مطابق جمع کیا تھا جس ترتیب کی نشاندہی خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے زمانۂ مبارک میں قرآن کریم، قرآن کریم کی سورتوں اور ان کی مختلف آیات کے مابین فرمائی تھی اور اسی

⑤ الاتقان للسیوطی: ۱/۱۱۶
⑥ جامع ترمذی: ۳۱۰۳، قال الالبانی 'صحیح'

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

کے مطابق نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور حفاظ وقراے قرآن، نماز میں اور دوسرے مواقع پر قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے تھے۔

(ب) قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کا توقیفی ہونا

اس روایت اور دوسری روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے، یعنی اللہ کی طرف سے اُتری ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس بات پر 'اجماعِ امت' اور کئی روایات نقل کی ہیں کہ قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے۔

جہاں تک اجماعِ اُمت کا تعلق ہے تو اسے امام زرکشی نے البُرھان میں، امام جلال الدین سیوطیؒ نے الاتـقَان میں اور ابوجعفر بن الزبیرؒ نے اپنی کتاب مُناسَبات میں اسے نقل اور روایت کیا ہے۔ ابوجعفر لکھتے ہیں :

"مختلف سورتوں میں آیات کی ترتیب نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اطلاع دینے اور آپؐ کے حکم کے مطابق واقع ہوئی ہے اور اس بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔"[۷]

◉ اس کی مزید تائید مستند احادیث اور روایات سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ مسند احمد اور سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی وغیرہ میں عبداللہ بن عباسؓ سے یہ روایت مروی ہے، وہ فرماتے ہیں :

"میں نے حضرت عثمانؓ بن عفان سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کس طرح سورۃ الانفال کو جن کا تعلق مَثَانِي (جن کی آیات ۱۰۰ سے کم ہیں) سورۃ التوبہ کے ساتھ جن کا تعلق مِئین (۱۰۰ سے زیادہ آیات والی سورتوں) میں ہوتا ہے، جوڑ دیا اور ان کے درمیان آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی، اور آپ نے ان دونوں کو سبع طِوال میں رکھ دیا۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ دراصل جب نبی اکرم ﷺ پر کئی کئی آیات والی سورتیں نازل ہوتیں تو آنحضور ﷺ وہاں موجود کسی نہ کسی کاتبِ قرآن کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیات کو فلاں سورۃ میں، جس میں یہ یہ آیات اور فلاں مضمون ہے، رکھ دو۔ سورۃ الانفال مدینہ منورہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورۃ ہے اور سورۃ التوبہ قرآنِ کریم کی نزولی اعتبار سے آخری سورتوں میں سے ہے اور چونکہ دونوں کا مضمون ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے، لہٰذا میں نے یہ گمان کیا کہ یہ سورۃ اسی کا حصہ ہے مگر آنحضور ﷺ کا انتقال ہوگیا اور آپؐ نے ہمیں یہ نہیں

[۷] ابوجعفر بن الزبیر، مناسبات، بحوالہ السیوطی، ۱/۱۲۱

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

بتایا کہ یہ سورۃ اس کا حصہ ہے یا نہیں۔ اسی لیے میں نے دونوں سورتوں کو باہم ملا دیا ہے، مگر دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور میں نے اسی گمان کے مطابق اسے سبع طوال میں رکھ دیا ہے۔''⑧

◉ اِسی طرح کی ایک حدیث امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے پوچھا: اے عثمان! قرآنِ کریم کی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا﴾⑨ کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔''⑩ پھر آپ نے اس (منسوخ شدہ) آیت کو قرآن کریم میں کیوں درج کیا اور اُسے چھوڑ کیوں نہ دیا؟ حضرت عثمانؓ نے کہا: بھتیجے میں کسی شے کو اپنی جگہ سے تبدیل نہیں کرسکتا۔''⑪

◉ اس طرح صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں:

''میں نے نبی اکرم ﷺ سے جتنا کلالہ کے بارے میں پوچھا، اتنا کسی اور مسئلے کے متعلق نہیں پوچھا۔ یہاں تک کہ آپ نے میرے سینے پر اپنی انگلیاں ماریں اور فرمایا: اے عمر! تیرے لیے وہ آیت کافی ہے جو سورۃ النساء کے آخر میں ہے۔''⑫

ان واضح روایات کے ساتھ ساتھ اس طرح کے مضمون کی بیسیوں ایسی احادیث بھی مروی ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ سے متعلق یہ ذکر ہے کہ آپؐ نے فلاں فلاں سورۃ تلاوت کی یا پھر مختلف سورتوں کی صبح و شام دوسرے مواقع پر تلاوت وقراءت کی فضیلت بیان کی گئی ہے، یا مختلف سورتوں سے تعلق رکھنے والی، آیات کی تلاوت کا ذکر ہے، یا مختلف سورتوں کی آیات کے مطابق طوالت یا ان کے چھوٹے ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں بھی قرآنِ کریم کی یہی ترتیب تھی، جو اس وقت ہمارے سامنے ہے اور جس ترتیب کے مطابق صحابہ کرامؓ نے قرآن کریم کی جمع و تدوین فرمائی۔⑬

چنانچہ نامور محقق قاضی ابوبکرؒ اپنی کتاب الانتصار میں لکھتے ہیں:

---

⑧ جامع ترمذی: ۳۰۸۶، قال الالبانی: ضعیف ⑨ البقرۃ: ۲۴۰

⑩ اس سے مراد قرآن کریم سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۳۴ ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ ایسی عورتیں چار ماہ اور دس دن تک انتظار کریں، بعض علماء کے نزدیک یہ آیت سابقہ آیت کی ناسخ ہے۔

⑪ صحیح بخاری: ۴۵۳۶ ⑫ صحیح مسلم: ۱۶۱۶ ⑬ الاتقان للسیوطی: ۱/۱۱۶

© rasailojaraid.com

"ترتيب الآيات أمر واجب وحكم لازم فقد كان جبريل يقول ضعوا آية كذا في موضع كذا"⑭

''آیات کی ترتیب ایک ضروری معاملہ اور لازمی حکم ہے، چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلاں جگہ میں رکھ دو۔''

علامہ سیوطیؒ نے انہی قاضی ابوبکرؒ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

''ہمارا موقف یہ ہے کہ پورا قرآنِ کریم جسے اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہے اور جس کو لکھنے کا اس نے حکم دیا ہے اور اس کے نزول کے بعد، جسے اُس نے نہ تو منسوخ کیا اور نہ ہی اس کی تلاوت کو (دلوں سے) اُٹھایا ہے؛ یہ وہی قرآن ہے، جو اس وقت مجلد صورت میں ہے اور جس پر مصحف عثمانی مشتمل ہے اور اس میں نہ کبھی کسی شے کی کمی ہوئی، نہ اضافہ ہوا اور اس کی ترتیب و تنظیم بھی اس ترتیب کے مطابق ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو منظّم کیا تھا اور جس ترتیب کے مطابق اسے رسولِ اکرم ﷺ نے سورتوں کی آیات کو مرتب کیا تھا۔ اس میں نہ تو کسی آیت کو اس کے صحیح مقام سے پہلے کیا گیا، نہ ہی اس کے مقام سے پیچھے کیا گیا اور اُمت نے نبی اکرم ﷺ سے ہر سورۃ کی آیات کی ترتیب، ان کے مواقع و مقامات کو اس طرح محفوظ رکھا ہے جس طرح کہ اُمت نے قرآن کی قرات اور تلاوت کو محفوظ رکھا ہے۔''⑮

امام بغویؒ شرح السنة میں اسی مضمون کو یوں بیان کرتے ہیں:

''صحابہ کرامؓ نے اُسی قرآن کو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمایا، بلا کسی اضافے اور بلا کسی کمی کے دو گتوں کے درمیان جمع کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اُسے اسی طرح لکھا جس طرح انہوں نے اُسے خود رسالت مآب ﷺ سے سنا تھا۔ اس میں اُنہوں نے نہ تو کسی شے کو پہلے کیا اور نہ پیچھے کیا۔ نہ اُنہوں نے کسی سورۃ کی ایسی ترتیب قائم کی جو رسول اکرم ﷺ نے اس سورۃ کو عطا نہیں کی تھی اور رسالت مآب ﷺ صحابہ کرامؓ کو قرآنِ کریم اسی طرح پڑھایا اور سکھایا کرتے تھے جس ترتیب کے مطابق وہ آپؐ پر اترا اور جس ترتیب کے مطابق وہ اس وقت موجود ہے۔ اور یہ حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف سے، اس ترتیب کے مطابق ہے، جو اُنہوں نے آنحضور ﷺ کو سکھائی اور آیت کے نزول کے وقت آپ کو بتلائی اور یہ بھی بتلایا کہ اس آیت کو فلاں آیت کے بعد اور فلاں سورۃ میں لکھا جائے۔ اس

⑭ الاتقان للسیوطی: ۱/۱۲۳ ⑮ ایضاً

© rasailojaraid.com

سے یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی کوشش قرآن کریم کو ایک ہی مقام جگہ جمع کرنے کے بارے میں تھی، اس کو ترتیب دینے سے متعلق نہ تھی۔ اس لیے کہ قرآنِ کریم لوحِ محفوظ میں اسی ترتیب کے مطابق لکھا ہوا ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آسمانِ دنیا پر ایک ہی مرتبہ اُسے اُتارا تھا اور پھر حسبِ ضرورت اور حسبِ موقع قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اُترتا اور نازل ہوتا رہا، اور ترتیبِ نزولی، ترتیبِ تلاوت سے مختلف ہے۔'' ⑯

اسی طرح سورتوں کے مابین جو ترتیب ہے، صحیح روایات اور فقہا کی اکثریت کے مطابق یہ بھی توقیفی ہے اور اس میں بھی کسی تبدیلی یا تقدیم وتاخیر کی اجازت نہیں ہے۔ ⑰ ☆

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ قرآنِ کریم کی مکمل ترتیب جو آیات اور سورتوں کی باہمی ترتیب سے عبارت ہے، خود نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مکمل ہوگئی تھی اور صحابہ کرامؓ نے صرف قرآنِ کریم کو اسی ترتیب کے مطابق ایک نسخے میں جمع کیا اور پھر حضرت عثمانؓ کے زمانے میں دوسرے سارے رسوم الخط اور دوسری تمام لغات میں قرآنِ کریم کی تلاوت کو ممنوع قرار دے کر تمام مسلمانوں کو ایک ہی رسم الخط یعنی قریش کے لہجے پر جمع کردیا اور قرآنِ کریم اپنی اسی ترتیب اور اپنے اسی نظم کے مطابق موجود ہے اور اُسے اس کے مطابق پڑھا اور پڑھایا جارہا ہے اور تمام اُمت اس بات پر متفق ہے کہ اس ترتیب میں کسی قسم کی تبدیلی یا تقدیم وتاخیر کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

---

⑯ الاتقان للسیوطی: ۱/۱۲۴   ⑰ ایضا

☆ امام سیوطیؒ کی یہ رائے درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سورتوں کی مروّجہ ترتیب کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک جن میں سے امام مالکؒ اور قاضی ابوبکر بن طیبؒ قابل ذکر ہیں۔ سورتوں کی موجودہ ترتیب توقیفی نہیں بلکہ اجتہادِ صحابہؓ ہے۔ اس کی دلیل سیدنا حذیفہؓ کی وہ حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کے ساتھ رات کی نماز پڑھی۔ چنانچہ آپ نے پہلے سورۃ البقرۃ پڑھی، پھر سورۃ النسا پڑھی اور پھر سورۃ آل عمران شروع کردی۔ (صحیح مسلم: ۷۷۲) نبی کریمؐ نے موجودہ ترتیب کے خلاف تلاوت کرکے اُمت کے لیے وسعت پیدا کردی ہے کہ یہ ترتیب توقیفی نہیں ہے۔ اگر سورتوں کی ترتیب توقیفی ہوتی تو صحابہ کرامؓ ضرور اس حدیث کے مطابق قرآنِ مجید کی ترتیب دیتے۔ نیز سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف کی ترتیب موجودہ ترتیب سے مختلف تھی۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: البرهان في علوم القرآن از امام زرکشی: ۱/۲۶۲) (محدث)

© rasailojaraid.com

(ج) ترتیبِ نزولی کی حیثیت

پھر چونکہ قرآن کریم کا نزول اللہ ربّ العزت کی طرف سے ہوا ہے، اور اسی نے تاقیامت اس کی حفاظت وصیانت کا پختہ وعدہ کیا ہے، اسی لیے اس نے قرآنِ کریم کے متعلق انہی باتوں کی حفاظت کا اہتمام کیا، جن باتوں کی اُمت کو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی حفاظت کے لیے ضرورت پیش آ سکتی تھی جبکہ ایسی باتیں جن کا اس مقصد سے تعلق نہیں تھا، ان باتوں کو خود ہی لوگوں کے دلوں اور تاریخ کے اَوراق سے محو کر دیا، تاکہ خوامخواہ کے مسئلے اور خوامخواہ کے فتنے پیدا نہ ہوں، جن میں ایک 'ترتیبِ نزولی' کا مسئلہ بھی ہے۔

چونکہ قرآنِ کریم کی 'ترتیبِ نزولی' کا مسئلہ اتنا اہم نہیں تھا، اسی لیے ترتیبِ نزولی کے متعلق ہمیں صرف چند ایک روایات اور وہ بھی چند آیتوں یا چند سورتوں سے متعلق ملتی ہیں جبکہ قرآنِ کریم کی باقی سورتوں کی ترتیبِ نزولی کا اثبات جن روایات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، وہ دوسرے اور تیسرے درجہ کی روایات ہیں اور ان میں سے اکثر ایسی ہیں جو 'نقد حدیث' کے معیار پر پورا نہیں اُترتیں۔

اس لیے قرآنِ کریم کو موجودہ ترتیبِ تلاوت کے علاوہ کسی اور طریقے پر نہ تو مرتب کرنا درست ہے اور نہ ہی اس ترتیب کے مطابق پڑھنا اور اس کی تلاوت کرنا صحیح ہے، جس کی حکمت یہی ہے کہ اس سے خوامخواہ کا انتشار پیدا ہوتا ہے، چنانچہ علامہ ابوبکر بن الانباری قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کے متعلق فرماتے ہیں:

> ''چنانچہ سورتوں کی ترتیب آیات اور حروف کی ترتیب ہی کی طرح ہے اور یہ پوری کی پوری نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، لہٰذا جس نے کسی سورۃ کو مقدم کیا یا مؤخر کیا تو اس نے قرآنِ کریم کی تنظیم وترتیب کو خراب کر دیا۔''[۱۸]

اسی طرح الکرمانی البرھان میں فرماتے ہیں:

> ''سورتوں کی ترتیب لوحِ محفوظ میں اسی ترتیب کے مطابق ہے، اور اسی ترتیب کے مطابق نبی اکرم ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کو قرآن کریم ہر سال سنایا کرتے تھے اور جس سال آپ نے وفات پائی، اس سال آپؐ نے قرآنِ کریم دو مرتبہ جبریل علیہ السلام کو سنایا اور قرآنِ کریم کی سب سے آخری آیت جو نازل ہوئی وہ ﴿وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی

© rasailojaraid.com

اللہ ﷺ ہے۔[19] جبریلؑ نے فرمایا کہ اُسے آیتِ ربا اور آیت دَین کے درمیان لکھ لو۔''[20]

لہٰذا قرآنِ کریم کو اسی ترتیب کے مطابق لکھنا، اسی کے مطابق تلاوت کرنا ضروری ہے۔ کسی اور ترتیب کے مطابق اُسے مرتب کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی حکمت اور مصلحت کے تحت ترتیب نزولی سے متعلقہ روایات بہت کم تعداد میں محفوظ ہیں۔

④ مستشرقین یورپ کی ترکتازیاں

لیکن چونکہ مستشرقین یورپ نے جن میں سے اکثریت کا تعلق یہودیوں اور عیسائیوں کی مذہبی یا سیاسی جماعتوں یا گروہوں سے ہے، قرآن کریم اور ذاتِ رسالت مآب ﷺ پر اعتراض برائے اعتراض کرنے کا عہد کر رکھا ہے، لہٰذا اُنہوں نے قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب کو صحابہ کرامؓ کی کوشش اور سعی قرار دیتے ہوئے اس پر کئی طرح کے اعتراضات کئے ہیں اور قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کی جگہ اپنے پاس سے، اور محض چند کمزور روایات پر یا اپنی ناقص اور کمزور عقل و دانش پر مدار رکھتے ہوئے، قرآنِ کریم کی نئی ترتیب دینے کی کوشش کی ہے اور بزعم خویش اس طرح اُنہوں نے قرآنِ کریم کی خدمت کرنے کا جھوٹا اور باطل دعویٰ کیا ہے۔

اس پر صرف یہ تبصرہ کیا جاسکتا ہے:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس حوالے سے گذشتہ اور اس سے پیوستہ صدی میں بہت سے مستشرقین نے قلم اٹھایا اور قرآنِ کریم کو اپنے زعم اور اپنے گمان کے مطابق مرتب اور مدوّن کرنے کی کوشش کی۔ اس حوالے سے خاص طور پر ولیم میور اور آرتھر جیفری کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ جنہوں نے قرآنِ کریم کی سورتوں اور کئی ایک جگہ آیات کو تقدیم و تاخیر کرکے پیش کرنے کی جسارت کی ہے، لیکن یہ لوگ، جن کی اپنی مذہبی کتاب کا یہ حال ہے کہ اب تک یہ طے نہیں ہوا کہ یہ کتاب عبرانی میں تھی یا سریانی میں اور یہ کہ ان کتابوں کے مؤلفین کون تھے، ضعیف اور کمزور روایات یا اپنے فاسد قیاس کے ذریعے مسلمانوں کو قرآنِ کریم کی ترتیب سکھانا چاہتے ہیں۔ اسی لیے مسلمانوں نے ان کی ان کوششوں کو محض سعی لاحاصل قرار دیتے ہوئے اسے مکمل طور پر ردّ کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان دشمنانِ اسلام کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

---

⑱ الاتقان: ۱/۱۲۵ ⑲ البقرۃ: ۲/۲۸۱ ⑳ الاتقان: ۱/۱۲۵